فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام کی اقتدا میں نماز پڑھی جا رہی ہو، تو صف کے پیچھے اکیلے مرد کی نماز نہیں ہوتی۔

❁ سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ، فَأَمَرَهٗ أَنْ يُّعِيدَ الصَّلَاةَ .

''ایک آدمی نے اکیلے صف کے پیچھے نماز ادا کی تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔''

(سنن التّرمذي : 230، سنن أبي داوٗد : 682، سنن ابن ماجه : 1004، مسند الإمام أحمد : 228/4، سنن الدّارمي : 815/2، ح : 1322، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' امام ابن جارود (319) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (الموارد: 405) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَّتَ هٰذَا الْحَدِيثَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

''اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔'' (الأوسط لابن المنذر : 184/4)

❁ سیدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَاٰى رَجُلًا فَرْدًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْصَرَفَ، قَالَ: اِسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، فَلَا صَلَاةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ.

''نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا، جو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے، نماز سے فارغ ہوا، تو آپ نے فرمایا: نماز دوبارہ پڑھیں، صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز نہیں ہوتی۔''

(مسند الإمام أحمد: 23/4، ح: 16297، سنن ابن ماجه: 1003، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. ''یہ حدیث حسن ہے۔''(التّلخيص الحَبير: 37/2)

امام ابن خزیمہ (1569) اور امام ابن حبان (2206) رحمہما اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصۃ الاحکام: 2517) نے سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (218ھ) فرماتے ہیں:

صَلَاةُ الْفَرْدِ خَلْفَ الصَّفِّ بَاطِلٌ، لِثُبُوتِ خَبَرِ وَابِصَةَ وَخَبَرِ عَلِيِّ ابْنِ الْجَعْدِ بْنِ شَيْبَانَ.

''صف کے پیچھے اکیلے کی نماز فاسد ہے، اس بارے میں سیدنا وابصہ اور سیدنا علی بن جعد بن شیبان سے مروی احادیث صحیح ہیں۔''

(الأوسط: 184/4)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) لکھتے ہیں:

''ثابت ہوا کہ جو صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز اور صف قائم نہ رکھنے والے کی

نماز کو درست کہتا ہے، اس کے پاس قرآن وسنت اور اجماع سے بالکل کوئی بھی دلیل نہیں۔''

(المُحلّٰی : 4/58، رقم المسئلة : 415)

اس بارے میں کئی محدثین کے اقوال موجود ہیں۔

(سوال): پہلی صف میں جگہ نہ ملے، تو اکیلا شخص کیا کرے؟

(جواب): اگر کوئی شخص نماز کے لیے مسجد میں آئے اور صف مکمل ہو چکی ہو، صف کے پیچھے وہ اکیلا ہی ہو، تو اس کے لیے دو صورتیں ہیں:

① اگلی صف سے ایک آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لے۔

❀ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں مجھے ہاتھ سے پکڑا اور پیچھے سے گھماتے ہوئے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو پکڑ پچھلی صف میں کر دیا۔''

(صحیح مسلم : 3010)

معلوم ہوا کہ نئی صف بنانے کے لئے اگلی صف سے آدمی کو پیچھے کیا جا سکتا ہے اور ایک صف بنانے کے لیے اتنی حرکت بھی جائز ہے۔ پہلی صف سے آدمی کھینچنے کے عمل کو صف توڑنا شمار کرنا اور صف توڑنے کی وعیدیں اس پر منطبق کرنا خطا ہے، عذر کی بنا پر کسی شخص کا صف سے نکلنا صف توڑنے میں شمار نہیں ہوتا، مثلاً نماز میں بے وضو ہو جائے، تو بھلا وہ

صف سے نکل کر نہیں جائے گا؟ اگر جائے گا اور یقیناً جائے گا، تو کیا یہ عمل صف توڑنا شمار ہو گا؟ اور کیا اس طرح پہلی صف ناقص ہو جائے گی؟ قطعاً نہیں۔

② بعد میں آنے والا شخص کسی بنا پر اگلی صف سے نمازی کو کھینچنا نہیں چاہتا یا کسی وجہ سے کھینچ نہیں پاتا، تو وہ اس وقت تک انتظار کرے جب تک کوئی اور نمازی نہ آ جائے۔ اگر اسی انتظار میں جماعت نکل جانے کا خطرہ ہو، تو صف کے پیچھے اکیلا نماز نہ پڑھے، کیونکہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا بہر حال جائز نہیں، کیونکہ انتظار کرتے رہنے سے تو ایک مجبوری کی بنا پر صرف جماعت ضائع ہو گی، لیکن اگر اس نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ لی، تو سرے سے نماز ہی ضائع ہو جائے گی اور نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہو گا۔

سوال: صف میں بڑے، بچے اور عورتیں کہاں کھڑی ہوں گی؟

جواب: عورتوں کی صف مردوں کے پیچھے ہو گی۔ اگر بچے بھی ہوں، تو پہلے مردوں کی، پھر بچوں کی اور ان کے پیچھے عورتوں کی صف ہو گی۔

❀ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے امامت کروائی، تو فرمانے لگے:

''میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ وہاں مردوں نے صف بنائی، پھر مردوں کے پیچھے بچوں نے اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے صف بنائی۔''

(مسند الإمام أحمد: 343/5، سنن أبي داوٗد: 677، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن ملقن (تحفۃ المحتاج: ۵۴۸) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

سوال: کیا نابالغ بچے مردوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟

جواب: اگر بچے سمجھ دار ہوں، نماز اور طریقہ نماز جانتے ہوں، پاکی و ناپاکی کی تمیز رکھتے ہوں، تو وہ مردوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔

بعض لوگ چھوٹے اور ناسمجھ بچوں کو جنہوں نے وضو بھی نہیں کیا ہوتا، صف میں کھڑا کر لیتے ہیں۔ یہ بالکل درست نہیں۔ اس سے امام کی نماز پر برا اثر پڑتا ہے۔

(سوال): امام کے ساتھ ایک مقتدی باجماعت نماز پڑھ رہا ہے، ایک اور شخص نماز کے لیے آیا، تو کیا کرے گا؟

(جواب): دو مرد باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو بعد میں آنے والا مرد مقتدی کو پیچھے کھینچ لے گا یا جگہ کی مناسبت سے امام کو آگے کر دے گا:

❀ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے،) میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کر پیچھے سے گھماتے ہوئے دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ اس کے بعد جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو پیچھے کر دیا۔''

(صحیح مسلم : 3010)

(سوال): مجبوری کی بنا پر دو صفوں کے درمیان ایک صف چھوڑ دینا کیسا ہے؟

(جواب): مجبوری کی صورت میں ایسا کرنا جائز ہے۔

(سوال): جماعت ہو رہی ہے، ہال مکمل ہو چکا ہے، باہر صفیں بنی ہیں، درمیان میں پردہ حائل ہے، کیا اقتدا درست ہے؟

(جواب): درمیان میں پردہ یا دیوار حائل ہو، تو بھی اقتدا درست ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فِي

حُجْرَتِهِ، وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيرٌ، فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ .

''رسول اللہ ﷺ رات کو حجرہ میں نماز ادا فرماتے۔ حجرے کی دیوار چھوٹی تھی، صحابہ نے نبی ﷺ کا سراپا دیکھا اور کھڑے ہو کر آپ کی اقتدا کرنے لگے۔''

(صحيح البخاري: 729)

سوال: اکیلا نابالغ بچہ کہاں کھڑا ہوگا، مردوں کی صف کے پیچھے یا مردوں کی صف میں شامل ہو جائے؟

جواب: وہ مردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔

سوال: اگلی صف بالغ مردوں کی ابھی مکمل نہیں ہوئی، مگر بچوں کی پچھلی صف مکمل ہو چکی ہے، بعد میں آنے والا بالغ مرد کہاں کھڑا ہو؟

جواب: بچوں کی صف کو چیر کر بالغ مردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔

سوال: اگر کوئی شخص اگلی صف میں اپنے ساتھ نابالغ لڑکے کو کھڑے کرے، جبکہ پچھلی صف میں بالغ مرد موجود ہوں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کرنا خلاف سنت ہے، البتہ نماز ہو جائے گی۔

سوال: امام مصلیٰ پر ہے اور مقتدی فرش پر ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ممبر کی وجہ سے اگر صف میں فاصلہ آجائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ممبر کو ہٹانا ممکن نہ ہو اور جگہ بھی تنگ ہو، تو وہاں صف بنائی جا سکتی ہے، یہ ممبر ستون کے حکم میں ہوگا۔

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تنگی کے وقت ستونوں کے درمیان صف بنانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ جگہ کی وسعت کے باوجود ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اکیلا شخص ایسا کرے، تو حرج نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں دوستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔''

(عارضة الأحوذي : 28/2)

سوال: اگر مقتدی اپنا خاص مصلیٰ بچھائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیے؟

جواب: امام کا صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہونا مستحب ہے۔

❁ ریطہ حنفیہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

أَمَّتْنَا عَائِشَةُ فَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ .

''ہمیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے صف کے درمیان کھڑے ہو کر فرض نماز کی امامت کرائی۔''

(سنن الدّارقُطني : 1507، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 680/2)

اگر عورت عورتوں کی امامت کرا رہی ہو، وہ صف کے اندر درمیان میں کھڑی ہو گی اور اگر مرد امام ہو، تو وہ صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہو گا۔

تنبیہ: سنن ابوداؤد (٦٨١) میں رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہے:

«وَسِّطُوا الْإِمَامَ» . ''امام کو درمیان میں کرو۔''

سند ''ضعیف'' ہے، یحییٰ بن بشیر بن خلاد ''مستور'' ہے۔

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ : يُجْهَلُ حَالُهُ وَحَالُ أَبِيهِ، (هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ وَحَالُ أُمِّهِ)، وَقَالَ عَبْدُ الْحَقِّ : لَيْسَ هٰذَا الْإِسْنَادُ بِقَوِيٍّ .

''ابن قطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس راوی کے اور اس کے والد (بل کہ والدہ) کے حالات معلوم نہیں۔ عبدالحق رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ سند قوی نہیں۔''

(میزان الاعتدال : 367/4)

والد کا ذکر غلطی ہے، درست یہ ہے کہ اس کی والدہ، امۃ الواحد بنت یامین بن عبدالرحمٰن بھی ''مجہولہ'' ہے۔

سوال: صف کم چوڑی ہو، تو سجدہ فرش پر کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا امام کا مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر امامت کرانا ضروری ہے؟

جواب: کہیں بھی کھڑے ہو کر امامت کرا سکتا ہے۔

سوال: امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی ہے، دوسرا شخص آیا، امام کے پیچھے جگہ باقی نہیں ہے، کیا امام اگلی صف میں جا سکتا ہے؟

جواب: جیسے مقتدی پیچھے جا سکتا ہے، اسی طرح ضرورت کے وقت امام بھی آگے جا

سکتا ہے۔

(سوال): جماعت میں مقتدی کا دوسرے کے پاؤں سے پاؤں ملانا ضروری ہے؟

(جواب): مقتدیوں کا پاؤں سے پاؤں ملانا ضروری ہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ، وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ .

''صفیں سیدھی کریں، (دوران نماز) میں آپ کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ پھر ہم اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں چپکانے لگے۔''

(صحيح البخاري : 725)

انگلی سے انگلی ملانے پر اکتفا کرنا درست نہیں، بلکہ پاؤں سے پاؤں ملانا چاہیے۔

❀ علامہ عبید اللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ (م:1414ھ) فرماتے ہیں:

''یہ تمام الفاظ واضح طور پر بتاتے ہیں کہ صفوں کی درستی سے مراد نمازیوں کا ایک سیدھ میں کھڑا ہونا، کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر خالی جگہ پُر کرنا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صحابہ ایسا کرتے تھے اور صف کو اچھی طرح ملانے اور پاؤں سے پاؤں چمٹانے کا عمل اسلام کے صدرِ اول، یعنی صحابہ و تابعین میں موجود تھا، ہاں! بعد میں لوگ سستی اور کاہلی کا شکار ہو گئے۔''

(مِرعاة المَفاتيح : 5/4)

(سوال): مخنث کس کی صف میں شامل ہوگا؟

(جواب): اگر مخنث کی مشابہت مردوں سے ہے، تو مردوں کی صف میں کھڑا ہوگا اور اگر عورتوں سے مشابہت ہے، تو عورتوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔

(سوال): کیا جماعت میں کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے؟

(جواب): جماعت میں کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے۔

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپ اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے، جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صف بستہ ہوتے ہیں؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! فرشتے کیسے صف بناتے ہیں؟ فرمایا: پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے سے یوں مل کر کھڑے ہوتے ہیں کہ درمیان میں کوئی فاصلہ باقی نہیں رہتا۔''

(صحیح مسلم: 430)

❀ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھوں کو اپنے دست مبارک سے برابر کرتے اور فرماتے: سیدھے ہو جائیے، ٹیڑھے نہ ہوں، ورنہ دل ٹیڑھے ہو جائیں گے......ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آج آپ سخت اختلاف کا شکار ہو۔''

(صحیح مسلم: 432)

معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہوں تو دل بھی ٹیڑھے ہو جاتے ہیں، مودّت و محبت ختم ہو جاتی ہے، دشمنی اور عداوت گھر کر جاتی ہے، دلوں کو بغض، حسد اور عناد جیسی مہلک بیماریاں گھیر لیتی ہیں، بھائی بھائی کا دشمن بن جاتا ہے، دوستی رنجشوں میں بدل جاتی ہے، دلوں میں ایسی پھوٹ پڑتی ہے کہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا گوارا نہیں ہوتا۔ آج بھی اختلاف و

انتشار کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ حدیث کو فیصل و حاکم مان کر اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ائمہ مساجد اپنی ذمہ داری سے غافل ہیں، صفوں کی درستی پر توجہ نہیں دیتے۔ ایسوں کو اللہ تعالیٰ روز قیامت ضرور پوچھے گا۔ ائمہ کو اس وقت تک نماز شروع نہیں کرنی چاہیے، جب تک صفیں درست نہ ہو جائیں۔

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف میں داخل ہو کر ایک جانب سے دوسری جانب تک جاتے۔ سینوں اور کندھوں کو ہاتھوں سے درست کرتے اور فرماتے: ٹیڑھے نہ ہوا کریں، ورنہ دل ٹیڑھ پن کا شکار ہو جائیں گے۔''

(مسند الإمام أحمد : 285/4؛ سنن أبي داوٗد : 664؛ سنن النّسائي : 812؛ سنن ابن ماجه : 997 متختصرًا، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن جارود (۳۱۶)، امام ابن خزیمہ (۱۵۵۶) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (۲۱۶۱) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: کندھے سے کندھا ملانے کا کیا معنی ہے؟

جواب: بعض لوگ کہتے ہیں کندھے سے کندھا ملانے سے مراد اس طرح کھڑا ہونا ہے کہ کوئی تیسرا شخص درمیان میں داخل نہ ہو سکے۔

علامہ انور شاہ کشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

''فقہائے اربعہ کے نزدیک کندھے سے کندھا ملانے کا مطلب یہ ہے کہ دو نمازیوں کے درمیان تیسرے کی جگہ نہ چھوڑی جائے، با جماعت اور اکیلے نماز میں پاؤں کے درمیانی فاصلے کا فرق مجھے سلف سے نہیں ملا، سلف صالحین

باجماعت نماز کی صورت میں اپنے پاؤں کا درمیانی فاصلہ انفرادی نماز سے زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ مسئلہ غیر مقلدین (اہل حدیث) کی ذاتی اختراع ہے۔اس سلسلہ میں ان کے پاس صرف لفظ الزاق (جو کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اوراس کا معنی ایک نمازی کا دوسرے نمازی سے پاؤں اور کندھا چمٹانا) ہے۔نہیں معلوم کہ غیر مقلدین یہ کہہ کر کیا مراد لیتے ہیں کہ باء الصاق ''ملاپ کے معنیٰ'' کے لیے ہوتی ہے۔ پھر وہ الصاق کی مثال یہ دیتے ہیں کہ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ ''میں زید کے پاس سے گزرا''۔کیا ان کا گزر اس طرح ہوا کہ ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ مل گیا یا کیا معنی ہوگا؟ تعامل والے مسائل میں الفاظ کو اختیار نہیں کیا جاتا۔ جب ہم نے صحابہ وتابعین کا جماعت میں قیام انفرادی قیام سے الگ نوعیت کا نہیں پایا،تو معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے لفظ الزاق بول کر صرف صف کو اچھی طرح ملانا اور خالی جگہ کو پُر کرنا مراد لیا ہے۔ پھر آپ دل میں غور کریں کہ کندھے سے کندھا ملانا بغیر سخت مشقت کے ممکن نہیں،بل کہ مشقت کے بعد بھی ممکن نہیں۔لہٰذا یہ غیر مقلدین کی گھڑنتل ہے۔ سلف میں اس کی مثال نہیں ملتی۔''

(فيض الباري: 302/2)

کشمیری صاحب کی عبارت سے چند باتیں سمجھ آتی ہیں:

① فقہائے اربعہ کے نزدیک کندھے سے کندھا ملانے کا مطلب حقیقی طور پر کندھے سے کندھا ملانا نہیں، بلکہ دونمازیوں کا باہم قریب ہوکر کھڑا ہونا ہے۔البتہ وہ آپس میں اتنا فاصلہ چھوڑ سکتے ہیں کہ کوئی تیسرا شخص درمیان میں کھڑا نہ ہو سکے۔

اختلاف پر معذرت، لیکن یہ بات کسی امام سے ثابت نہیں۔

② سلف میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں، جو جماعت میں پاؤں کا فاصلہ انفرادی نماز سے زیادہ رکھتا ہو، ایسا صرف غیر مقلدین کرتے ہیں۔

بجا کہ کوئی غیر مقلد قسم کی مخلوق ہوگی، جو پاؤں کا فاصلہ انفرادی نماز سے زیادہ رکھتی ہو گی، لیکن اگر اس سے مراد اہل حدیث ہیں، تو یہ کشمیری صاحب کی غلط فہمی ہے، اہل حدیث انفرادی اور باجماعت دونوں حالتوں میں کندھوں کے حساب سے پاؤں کھولنے کے قائل ہیں اور اسی طرح صف درست ہوتی ہے۔

③ اہل حدیث کے پاس صرف لفظ الزاق ہی ہے، جسے وہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے پر پیش کرتے ہیں۔

جبکہ الزاق کے ساتھ ساتھ تَرَاصُّوا ''باہم چپک جاؤ'' اور سُدُّوا الْخَلَلَ ''خالی جگہیں پُر کرو'' وغیرہ کے الفاظ اسی معنی پر واضح ہیں، جو علمائے اہل حدیث کرتے ہیں۔

④ کندھے سے کندھا ملانے والی حدیث میں باءِ الصاق ''ملاپ'' کے لیے ہے، جس کی مثال مَرَرْتُ بِزَيْدٍ ''میں زید کے پاس سے گزرا'' ہے۔ کیا کوئی کسی کے پاس سے گزرتا ہے تو ان کا جسم بھی باہم ملتا ہے؟

مَرَرْتُ بِزَيْدٍ ''میں زید کے پاس سے گزرا'' یہ تو الصاق مجازی کی مثال ہے، الصاق حقیقی کی مثال اہل لغت نے یوں ذکر کی ہے۔ بِهٖ دَاءٌ ''اسے بیماری لگی ہے''۔ کیا بیماری جسم سے چمٹی نہیں ہوتی؟ حدیث میں پاؤں سے پاؤں اور کندھے سے کندھا ملانے کے ذکر میں جو باءِ الصاق ہے، وہ الصاقِ حقیقی کے لئے ہے۔

⑤ صف بندی پر امت کا تعامل ہے اور وہ صرف افراد کے باہمی ایک سمت

میں کھڑے ہونے پر ہے، لہٰذا حدیث کے الفاظ کی بجائے تعامل ہی معتبر ہے۔

صحابہ وتابعین کا عمل تو صحیح احادیث کی روشنی میں یہی تھا کہ وہ باہم پاؤں کے ساتھ پاؤں اور کندھے سے کندھا اچھی طرح ملاتے تھے۔ ہر دور میں اہل حق اس پر عمل کرتے آئے ہیں۔ اہل حدیث کی مساجد میں آج بھی یہ سنت زندہ ہے۔ والحمدللہ!

٦ کندھے سے کندھا حقیقی طور پر ملانا انتہائی مشقت طلب، بل کہ ناممکن ہے۔ یہ غیر مقلدین کی گھڑنت ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ اس میں کوئی مشقت نہیں، بلکہ آسانی ہے، آپ کسی بھی اہل حدیث مسجد میں جا کر مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

۞ علامہ، عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ (1414ھ) فرماتے ہیں:

''یہاں الزاق کو مجازی معنی پر محمول کرنا محتاجِ قرینہ ہے۔ الزاق کی یہ تفسیر کرنا کہ دو نمازیوں کے درمیان تیسرے آدمی کی جگہ نہ چھوڑی ہو، اس پر کوئی شرعی وعقلی دلیل نہیں۔ یہاں اس معنی پر محمول کرنے کے لیے ادنیٰ سا قرینہ اور کوئی کمزور ترین شائبہ بھی موجود نہیں۔ ایک صاحب نے سنت کو بدعت بنا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ باہم خالی جگہ چھوڑنا، آپس میں نہ ملنا اور الزاق پر عمل نہ کرنا سنت ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی، بل کہ اس قدر جری ہیں کہ اپنی خانہ ساز بات ائمہ اربعہ کے حوالے سے بیان کر دی۔ میں کہتا ہوں کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام کے عمل سے کون سی دلیل ہے، جو انفرادی اور جماعت کی حالت میں نمازی کے دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں یا ایک بالشت برابر فاصلے کی حد بندی کرتی ہے؟ حق تو یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت ونرمی کرتے

ہوئے نمازی کے پاؤں کے مابین فاصلے کو معین نہیں کیا، کیوں کہ یہ فاصلہ نمازی کی حالت کے مطابق بدلتا رہتا ہے، جیسا کہ کوئی نمازی پتلا، کوئی موٹا، کوئی مضبوط اور کوئی کمزور ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نمازی اپنے پاؤں کو جماعت میں اتنا کھولے گا کہ اس کے لیے بغیر تکلف ومشقت کے خالی جگہ کو ختم کرنا اور ساتھ والے کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانا ممکن ہو۔ پھر ہمارے پاس صرف الزاق کا لفظ ہی نہیں، بل کہ 'تراص'، 'سد خلل' اور شیطان کے لیے خالی جگہ چھوڑنے سے ممانعت جیسے الفاظِ نبوی بھی ہیں، جن میں سے ہر ایک الزاق کو حقیقی معنی پر محمول کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اگر صرف لفظ الزاق ہی ہوتا، تو پھر بھی کیا ہو جانا تھا؟ کیوں کہ خود (کشمیری صاحب) نے اپنی عبارت کے اختتام پر اس کا اعتراف کرلیا ہے کہ الزاق سے مراد باہم اچھی طرح مل جانا اور خالی جگہ نہ چھوڑنا ہے۔ یہی تو ہم کہتے ہیں۔ باہم اچھی طرح ملنا اور خالی جگہ چھوڑنے سے بچنا تب ہی ممکن ہے، جب آدمی اپنے کندھے کو ساتھ والے نمازی کے کندھے سے اور پاؤں کو اس کے پاؤں سے حقیقی طور پر ملا لے۔ نہ جانے (کشمیری صاحب) الصاقِ حقیقی کی اس مثال کے بارے میں کیا کہیں گے کہ عرب کہتے ہیں: بِهٖ دَاءٌ ''اسے بیماری چمٹی ہے۔''، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہیں گے: ''جب کوئی اپنے ختنہ کو مقامِ ختنہ کے ساتھ ملائے، تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔'' (کیا یہاں بھی الزاق کا مجازی معنی مراد لیا جائے گا؟) صحیح ومحکم حدیث تعامل کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتی ہے، نہ یہ کہ تعامل، حدیث کے

قابل عمل یا نا قابل عمل ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔اس سلسلے میں ہمارے نزدیک اہل مدینہ کے یا دیگر بلادِ اسلامیہ کے لوگوں کے عمل میں کوئی فرق نہیں۔ باوجود اس کے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام کا عمل، خلفائے راشدین کا عمل اور آپ ﷺ کے بعد تمام صحابہ وتابعین کا عمل باہم مل کر کھڑے ہونے اور درمیان میں خالی جگہ بالکل نہ چھوڑنے ہی پر تھا۔ صدر اول، یعنی صحابہ و تابعین کے مقابلے میں بعد والوں کا عمل نا قابل اعتبار ہے۔ مزید یہ کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے میں ادنیٰ سی مشقت بھی نہیں ہوتی۔ ہم حدیث پر عمل کرتے ہوئے اور سنت کے اتباع میں بغیر کسی تکلف ومشقت کے ایسا کرتے ہیں۔ ہم جماعت میں اپنے پاؤں کا درمیانی فاصلہ انفرادی حالت سے زیادہ بھی نہیں رکھتے،لیکن اس سنت پر عمل کرنا صرف انہی لوگوں کے لیے آسان ہے، جو سنت اور صاحب سنت سے محبت رکھتے ہیں اور سنت پر عمل چھوڑنے کے لئے حیلے بہانے نہیں تراشتے۔ رہا مقلد، جس کی بصیرت جواب دے گئی ہے، تو اس کے لیے ہر سنت بوجھ ہے، سوائے اس کے، جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور انہیں صحیح ثابت احادیث پر عمل کرنے اور تاویل وتحریف کو ترک کرنے کی توفیق بخشے۔‘‘

(مِرعاۃ المَفاتیح : 6/4)

(سوال): مسجد کے ساتھ رہنے والا، جو امام کی آواز سن سکتا ہے، کیا وہ گھر میں امام کی اقتدا کر سکتا ہے؟

(جواب): نہیں کر سکتا۔ مسجد کا قصد کرنا ضروری ہے۔

(سوال): جگہ کی تنگی کی وجہ سے مسجد کے نیچے مدرسہ میں امام کی اقتدا کی جا سکتی ہے؟

(جواب): کی جا سکتی ہے۔

(سوال): اگر مسجد کا ہال نمازیوں سے بھرا ہوا ہے، درمیان میں صحن ہے، مگر صحن میں سخت دھوپ ہے، صحن کے پیچھے سائبان ہے، کیا درمیان میں صحن کا فاصلہ چھوڑ کر سائبان تلے صفیں بنائی جا سکتی ہیں؟

(جواب): بنائی جا سکتی ہیں۔ بہتر ہے کہ صحن میں سایہ کا انتظام کر دیا جائے۔

(سوال): گرمی کی وجہ سے مسجد کے ہال کو چھوڑ کر باہر صحن میں جماعت کرانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): صف مکمل ہو، تو کیا امام کے ساتھ کھڑا ہوا جا سکتا ہے؟

(جواب): صف مکمل ہونے کی صورت میں مقتدی کا امام کے ساتھ مل کر کھڑا ہونا درست نہیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کروا رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بائیں جانب آ کر بیٹھ گئے:

فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ؛ اسْتَأْخَرَ .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے۔''

(صحيح البخاري : 683، صحيح مسلم : 418)

معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے ساتھ صف مکمل ہونے کی صورت میں کھڑا نہیں ہو سکتا، تب ہی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ عذر کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا۔

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

''اگر کوئی مقتدی امام کے ساتھ کھڑا ہو، جبکہ اس کے پیچھے صف بھی موجود ہے، تو یہ بالا جماع (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام شیبانی کے نزدیک) مکروہ ہے۔''

(البِنَاية شرح الهِداية : 342/2)

سوال: کیا اکیلی بیوی یا محرم عورت امام کے برابر کھڑی ہو سکتی ہے؟

جواب: نہیں ہو سکتی۔ عورت اکیلی بھی ہو، تو پیچھے کھڑی ہو گی، اکیلی عورت ایک مستقل صف ہے۔

❁ عبداللہ بن ابی طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمیر فوت ہوئے، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے گھر میں عمیر کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہوئے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ وہاں ان کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔''

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :508/1، المستدرك للحاكم :365/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

صف بندی کا یہ طریقہ نماز جنازہ کے ساتھ خاص ہے کہ امام کے پیچھے مرد اکیلا کھڑا ہو سکتا ہے، جبکہ عام نمازوں میں صف کے پیچھے اکیلے مرد کی نماز نہیں ہوتی۔

❁ سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ کے مولیٰ، ابوسعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے شادی کی۔ رُخصتی کی رات میرے پاس بہت سے صحابہ موجود تھے۔ نماز کا وقت آیا، تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے امامت کروانا چاہی، لیکن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے

انہیں کھینچ لیا اور فرمایا: گھر والا نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر انہوں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا ایسے ہی ہے؟ فرمایا: جی ہاں! ابو سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، حالانکہ میں اس وقت غلام تھا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ جب میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں، تو دو رکعت ادا کروں اور اگر اس نے بھی پڑھنی ہوں، تو میرے پیچھے نماز پڑھ لے۔''

(الأوسط لابن المنذر: 156/4، وسندهٔ حسنٌ؛ مصنّف ابن أبي شيبة: 217/2 مختصرًا)

سوال: کیا امام دو ستونوں کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے؟

جواب: پڑھا سکتا ہے۔

سوال: مقتدی رکوع و سجود امام کے ساتھ ہی کرے گا یا ذرا توقف کرے؟

جواب: مقتدی کے لیے امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں، اس پر سخت وعید آئی ہے۔ اس لیے ذرا توقف کے ساتھ امام کی اقتدا کرنی چاہیے۔

سوال: نماز پڑھانے کے بعد امام کو یاد آیا کہ اس پر غسل واجب تھا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: امام کو چاہیے کہ غسل کر کے نماز دہرائے، مقتدیوں کی نماز ہو گئی، انہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: اختلاف کی صورت میں ایک ہی نماز کے لیے دو امام مقرر کرنا کیسا ہے کہ ایک امام کچھ لوگوں کو امامت کرائے اور دوسرا دوسرے لوگوں کو؟

جواب: ایسا کرنا قطعاً جائز نہیں، لوگوں کو چاہیے کہ اپنا اختلاف ختم کریں اور ان میں سے کسی ایک کو امام مقرر کر لیں، یا دونوں کو امام مقرر کر لیں، کہ کچھ نمازیں ایک پڑھا دے

اور باقی دوسرا امام پڑھا دے۔ یا کسی ایسے شخص کو مستقل امام مقرر کرلیں، جس پر سب لوگوں کا اتفاق ہو۔ یا کوئی اور جائز صورت نکال لی جائے، بہر کیف اس صورت میں ایک نماز کے لیے دو جماعتیں کرانا درست نہیں۔

(سوال): دوران نماز امام کا وضوٹوٹ گیا، مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایسے ہی نماز پڑھادی، بعد میں بتایا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): امام پر نماز کا اعادہ ضروری ہے، مقتدیوں کی نماز ہوگئی، ان پر اعادہ نہیں۔

(سوال): امام کی تنخواہ مقرر ہے، اس کی غیر حاضریوں کی وجہ سے اس کی تنخواہ میں سے کچھ رقم کاٹ لی گئی، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

(جواب): اگر کٹوتی کا کوئی معاہدہ پہلے طے پایا تھا، تو کٹوتی کرنا شرعًا تو جائز ہے، مگر عرف عام میں اچھا نہیں، بلکہ خود مقتدیوں کے لیے باعث عار ہے۔

(سوال): ایک شخص عرصہ دراز سے امامت کراتا تھا، دوران امامت فوت ہوگیا، کیا اس کے یتیم بچوں کی کفالت اہل علاقہ کے ذمہ ہے؟

(جواب): اہل علاقہ کو چاہیے کہ اپنے امام کی خدمات کے بدلہ میں اس کی بیوہ اور یتیم بچوں کی کفالت اپنے ذمہ لے لیں، یہ دین سے خیر خواہی ہوگی۔

(سوال): امام کا اپنے مخالف کے لیے بددعا کرنا کیسا ہے؟

(جواب): اگر مخالفت دین کی بنیاد پر ہے، تو بددعا کی جاسکتی ہے اور اگر مخالفت امام کی ذاتی ہے، تو اسے چاہیے کہ بددعا سے گریزاں رہے۔